فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

جمعۃ المبارک 28 صفر المظفر 1445 15 ستمبر 2023

شمارہ 222

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- خواتین کا حصولِ علم کے لیے گھر سے نکلنا
- علیحدگی کی صورت میں لڑکی کو ملنے والے تحفوں کا حکم
- غیر اللہ و بزرگانِ دین سے مدد طلب کرنا

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی
C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

خواتین کا حصولِ علم کے لیے گھر سے نکلنا

سوال: علم کی فضیلت کے حوالے سے کئی روایات ہیں، جیسے جو علم کے لیے نکلتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے، اسی طرح دیگر بھی کئی روایات میں علم کے لیے نکلنے کی فضیلت کا بیان ہے، سوال یہ ہے کہ کیا یہ روایات خواتین کے لیے بھی ہیں یا نہیں؟ جب خواتین نکلتی ہیں تو مردوں کی طرف سے اجازت نہیں ہوتی، کہ گھر ڈسٹرب ہوتا ہے، ان کا کہنا ہے کہ خواتین گھر کی ذمے داریاں نبھائیں، اس حوالے سے تفصیلی جواب عنایت فرمادیں۔

جواب: علم کے فضائل کی جتنی روایات ہیں وہ دینی علوم (قرآن حدیث فقہ) سے متعلق ہیں، اور یہ فضائل مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں ہیں۔ اگر کوئی عورت حجاب و دیگر شرعی احکام کی رعایت رکھتے ہوئے دینی تعلیم حاصل کرے تو وہ بھی ان فضائل کی مستحق ٹھہرے گی۔ جو عورت دین کا بنیادی ضروری علم بھی نہ رکھتی ہو اُس کے لیے اس قدر علم حاصل کرنا فرض ہے جو عقائد کی درستگی اور فرائض و واجبات کی صحیح ادائیگی کے لیے لازم ہو، جس سے حلال و حرام، پاکی ناپاکی کے مسائل کا علم ہو سکے۔ اور اس قدر فرض علم حاصل کرنے سے اس کو روکنا سر پرست یا شوہر کے لیے جائز نہیں، بلکہ سر پرست یا شوہر کی ذمے داری ہے کہ وہ اس کی فرض دینی تعلیم کا انتظام کریں، ورنہ وہ گنہگار ہوں گے۔ دین کے بنیادی فرض علم سے زائد دینی یا دنیاوی تعلیم کے حصول کے لیے گھر سے باہر جانا سر پرست یا شوہر کی اجازت سے ہو تو جائز ہے، ان کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ اگر سر پرست یا شوہر اجازت نہ دے تو شریعت کے اصل حکم کے مطابق گھر میں رہ کر گھر کے انتظام، بچوں کی تربیت اور خاندانی نظم وضبط کو برقرار رکھنے کا فریضہ سرانجام دیں۔ سر پرست یا شوہر کو بھی چاہیے کہ اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو عورتوں کو ایسے اداروں میں جہاں شرعی حدود کی رعایت کی جاتی ہو، دینی تعلیم یا ضرورت کی دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دے دے، تاکہ تعلیم حاصل کرکے خواتین گھریلو اور تربیتی ذمے داریاں احسن طریقے سے سرانجام دے سکیں۔

سوال: حضرت عائشہؓ صحابہ کرامؓ کو تعلیم دیا کرتی تھیں تو کہا جاتا ہے کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے، تو وہ کس طرح تعلیم دیتی تھیں۔

جواب: جس موقع اور محل پر عورت کی آواز سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو وہاں عورت کی آواز مردوں تک پہنچانا ممنوع ہے، جہاں فتنے کا اندیشہ نہ ہو، وہاں جائز ہے۔ چونکہ فطرتاً عورتوں کی آواز میں نزاکت اور لطافت ہوتی ہے، جو مخاطب کے دل میں میلان پیدا کرتی ہے، اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ بلاضرورت عورتیں پسِ پردہ بھی غیر محرموں سے گفتگو بالکل نہ کریں، تاہم ضرورت کے موقع پر پردے میں رہ کر غیر محرم مردوں سے بقدرِ ضرورت بات چیت کرنے اور سننے کی اجازت ہے۔ حضرت عائشہؓ ہمیشہ پردے میں رہ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تعلیم دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ مشہور تابعی حضرت عطاء بن ابی رباحؒ فرماتے ہیں میں حضرت عائشہؓ کے پاس علم حاصل کرنے حاضر ہوا تو اس وقت وہ ایک ترکی خیمے میں تشریف فرما تھیں، اور ان کے اور ہمارے درمیان موٹا پردہ حائل تھا۔

«والمرادُ بالعلم: العلم الشرعي الذي يفيد معرفة ما يجب على المكلف من أمر دينه في عباداته ومعاملاته، والعلم بالله وصفاته وما يجب له من القيام بأمره وتنزيهه عن النقائص، ومدارُ ذلک على التفسير والحديث والفقه». (فتح الباری، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم الدين النصيحة: ١/١٤١)

"وإذا أرادت المرأة أن تخرج إلى مجلس العلم بغير إذن الزوج لم يكن لها ذلك، فان وقعت لها نازلة فسألت زوجها وهو عالم فأخبرها بذلك ليس لها أن تخرج بغير إذنه، وان كان الزوج جاهلاً وسأل عالماً عن ذلك فكذلك، وان امتنع الزوج عن السؤال كان لها أن تخرج بغير إذنه ؛لأن طلب العلم فيما يحتاج إليه فرض على كل مسلم ومسلم فيقدم على حق الزوج، وان لم يقع لها نازلة وأرادت أن تخرج على مجلس العلم لتتعلم مسائل الصلاة والوضوء، فان كان الزوج يحفظ تلك المسائل ويذكر لها ذلك ليس لها أن تخرج بغير إذنه، فان كان الزوج لا

يحفظ المسائل ، فالأولى له أن يأذن لها بالخروج، فان لم يأذن فلا شيء عليه، ولا يسع لها أن تخرج بغير إذنه ما لم يقع لها نازلة-»(فتاوى قاضي خان،باب النفقة،فصل فى حقوق الزوجية:٧/ ٢٥٦)

"وحيث أبحنا لها الخروج فإنما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة إلى ما يكون داعية لنظر الرجال والاستمالة. قال الله تعالى - {ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى} [الأحزاب: ٣٣]- اهـ"(الدر المختار مع رد المحتار،كتاب النكاح،باب المهر:٣/١٤٦)

(قوله وصوتها) معطوف على المستثنى يعني أنه ليس بعورة ح (قوله على الراجح) عبارة البحر عن الحلية أنه الأشبه. وفي النهر وهو الذي ينبغي اعتماده-..ثم نقل عن خط العلامة المقدسي:ذكر الإمام أبو العباس القرطبي في كتابه في السماع:ولا يظن من لا فطنة عنده أنا إذا قلنا صوت المرأة عورة أنا نريد بذلك كلامها، لأن ذلك ليس بصحيح، فإذا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذلك، ولا نجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها،لما في ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم، ومن هذا لم يجز أن تؤذن المرأة. اهـ".(الدر المختار مع رد المحتار،باب شروط الصلوة:١/٢٨٥)

"أخبرني عطاء:-..وكنت آتي عائشة أنا وعبيد بن عمير، وهي مجاورة في جوف ثبير، قلت: وما حجابها؟قال: هي في قبة تركية لها غشاوة، وما بيننا وبينها غير ذلك، ورأيت عليها درعا موردا) وفي رواية عبد الرزاق « درعا معصفرا وأنا صبي « فبين بذلك سبب رؤيته إياها ،ويحتمل أن يكون رأى ما عليها اتفاقا لا قصدا" (عمدة القارى، كتاب الحج،باب طواف النساء مع الرجال:٩/٢٦٠)

علیحدگی کی صورت میں لڑکی کو ملنے والے تحفوں کا حکم

سوال: میرے بیٹے کی شادی گزشتہ سال ہوئی تھی،لیکن کچھ ماہ بعد اختلافات کے باعث لڑکی اپنے میکے چلی گئی،اب نوبت علیحدگی تک آگئی ہے،معلوم یہ کرنا ہے کہ ایک سونے کا سیٹ جو ہم نے بری میں دیا تھا،ایک سیٹ میرے بھائی نے دیا اور ایک سونے کا سیٹ میرے بیٹے نے منہ دکھائی میں دیا،یہ تینوں سیٹ دیتے وقت زبانی کچھ نہیں کہا گیا تھا،طلاق یا خلع کی صورت میں ان تینوں سیٹ کی کیا حیثیت ہوگی؟لڑکی کو دیے جائیں گے،یا ہم رکھ سکتے ہیں؟

جواب: واضح رہے کہ لڑکی کو شادی اور دیگر گھریلو تقریبات کے موقع پر حق مہر کے علاوہ شوہر اور اس کے والدین کی طرف سے جو تحائف اور زیورات دیے جاتے ہیں،اس کی تین صورتیں ہیں:

۱-وہ تحائف اور زیورات دلہن کو اس بات کی صراحت کے ساتھ دیے ہوں کہ یہ اسی کی ملکیت ہیں،تو ایسی صورت میں تحائف اور سونا وغیرہ لڑکی کی ملکیت ہوگا،ایسے تحائف اور زیورات میں سسرال والوں کا واپسی کا مطالبہ جائز نہیں ہے۔

۲-وہ تحائف اور زیورات لڑکی کو دیتے وقت اس بات کی صراحت کی گئی ہو کہ یہ زیورات اور تحائف بطور عاریت کے ہیں،یعنی صرف استعمال کے لیے ہیں،اس میں لڑکی کی ملکیت نہیں ہے،ایسی صورت میں سسرال والے ان زیورات کو واپس لے سکتے ہیں۔

۳-تحائف اور زیورات دیتے وقت کوئی وضاحت نہ کی گئی ہو،تو ایسی صورت میں لڑکے کی برادری اور خاندان کے عرف کا اعتبار کیا جائے گا،اگر اس لڑکے کی برادری میں دلہن کو سسرال کی طرف سے زیورات وغیرہ بطور ملکیت دیے جاتے ہیں،تو اسی پر عمل کیا جائے گا اور وہ زیورات وغیرہ لڑکی کی ملکیت ہوں گے۔

اور اگر لڑکے کی برادری اور خاندان میں دلہن کو زیورات وغیرہ بطور عاریت (صرف استعمال کے لیے) دیے جاتے ہیں،تو اسی پر عمل کیا جائے گا،یعنی سسرال والے اگر چاہیں تو لڑکی سے زیورات واپس لے سکتے ہیں،لیکن اگر لڑکے کی برادری کا کوئی عرف نہیں ہے اور زیورات دیتے وقت کوئی وضاحت بھی نہیں کی گئی ہو،تو ایسی صورت میں وہ زیورات اس لڑکی کی ملکیت ہوں گے،سسرال والے اس سے واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق آپ کی جو صورت بنتی ہو،اس پر عمل کرلیں۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم:ليس لنا مثل السوء، الذي يعود في هبته كالكلب يرجع في قيئه۔ (صحيح البخارى: كتاب الهبة، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقته)

ومن ذلك ما يبعثه إليه قبل الزفاف في الأعياد والمواسم من نحو ثياب وحلي وكذا ما يعطيها من ذلك أو من دراهم أو دنانير صبيحة ليلة العرس ويسمى في العرف صبحة فإن كل ذلك تعورف في زماننا كونه هدية لا من المهر ولا سيما المسمى صبحة فإن الزوجة تعوضه عنها ثيابا ونحوها صبيحة العرس أيضا۔(الدر المختار مع رد المحتار: باب المهر، مطلب فيما يرسله إلى الزوجة)

(قوله: وكذا زفاف البنت) أي على هذا التفضيل بأن كان من أقرباء الزوج أو المرأة أو قال المهدي.أهديت للزوج أو المرأة كما في التتارخانية. وفي الفتاوى الخيرية سئل فيما يرسله الشخص إلى غيره في الأعراس ونحوها هل يكون حكمه حكم القرض فيلزمه الوفاء به أم لا؟ أجاب: إن كان العرف بأنهم يدفعونه على وجه البدل يلزم الوفاء به مثليا فبمثله، وإن قيميا فبقيمته وإن كان العرف خلاف ذلك بأن كانوا يدفعونه على وجه الهبة، ولا ينظرون في ذلك إلى إعطاء البدل فحكمه حكم الهبة في سائر أحكامه فلا رجوع فيه بعد الهلاك أو الاستهلاك، والأصل فيه أن المعروف عرفا كالمشروط شرطا اه. (و فيه أيضا: كتاب الهبة)

وإذا بعث الزوج إلى أهل زوجته أشياء عند زفافها منها ديباج، فلما زفت إليه أراد أن يسترد من المرأة الديباج ليس له ذلک، إذا بعث إليها على جهة التمليک - إلى قوله - وقال في الواقعات: إن كان العرف ظاهراً بمثله في الجهاز كما في ديارنا، فالقول قول الزوج، وإن كان مشتركا، فالقول قول الأب۔ (الفتاوى الهندية: الباب السابع في المهر، الفصل السادس عشر في جهاز البنت)

غیر اللہ و بزرگان دین سے مدد طلب کرنا

سوال: کیا اولیاء اللہ و بزرگان دین کو حاجت روا، مشکل کشا مختار کل سمجھ کر ان سے مدد طلب کرنا شرعاً درست ہے؟

جواب: اولیاء اللہ و بزرگان دین کو مشکل کشا اور مختار کل سمجھنا اور یہ خیال کرتے ہوئے مدد طلب کرنا کہ وہ ہر جگہ میری فریاد سن رہے ہیں اور فریاد رسی پر ہر قسم کی حاجت روائی کرنے کی بھی قدرت رکھتے ہیں، ایسا اعتقاد رکھنا شرک ہے، اس لیے کہ ہر جگہ ہر ایک کی بات سننا اور اس کی مدد کرنا یہ اللہ سبحانہ وتعالی کی صفت ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ''{أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ}[النمل:۶۲] ترجمہ: ''بھلا وہ کون ہے کہ جب کوئی بے قرار اسے پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے، اور تکلیف دور کر دیتا ہے''۔

عن ابن عباس، قال: كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما، فقال: «يا غلام إني أعلمك كلمات، احفظ الله يحفظك، احفظ الله تجده تجاهك، إذا سألت فاسأل الله، وإذا استعنت فاستعن بالله الخ۔ (سنن الترمذي: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع)

من قال أرواح المشايخ حاضرة، يكفر۔ (الفتاوى البزازية: كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفراً أو خطأً)

ومنها إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر۔ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: كتاب الصوم، فصل ما يوجبه العبد على نفسه)

إن الناس قد أكثروا من دعاء غير الله تعالى من الأولياء: الأحياء منهم والأموات، وغيرهم مثل: يا سيدي فلان أغثني! وليس ذلك من التوسل المباح في شيء ... وقد عدّه أناس من العلماء شركًا. (روح المعاني: سورة المائدة، الاية: ۳۵)

ختم شد